بسم اللہ الرحمن الرحیم

لوگوں کی خدمت کرنے والا غیر مسلم جنت میں نہیں جائے گا اور ایک گنہگار مسلمان کیوں جائے گا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا یہ صحیح ہے کہ اسلام قبول کرنے والے لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے؟ آج کل بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بد عملی کا شکار مسلمان تو جنت میں چلا جائے، لیکن لاکھوں لوگوں کی خدمت کرنے والا غیر مسلم دوزخ میں جلے؟

جواب

دینِ اسلام کا حتمی، قطعی، جزمی اور انتہائی واضح عقیدہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا، غیر مسلم جنت میں نہیں جا سکتا۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔

اس بنیادی عقیدے کے تناظر میں ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کا خالق و مالک، رازق اور پالنے والا ہے، خواہ وہ کسی بھی دین و مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا کیا، وہی سب کو رزق دیتا اور سبھی کو زندگی اور سامانِ زندگی عطا فرماتا ہے۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا یہ نظامِ کائنات سب پر یکساں جاری ہے۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کو وہی زندگی، وہی سانسیں اور وہی وسائل میسر آتے ہیں۔ اسی کی پیدا کردہ انسانیت میں کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں، جو خدا کو یا اس کے دین کو نہیں مانتے، مگر وہ خدمت خلق اور انسانیت کے بڑے فائدے پر مشتمل کام کرتے ہیں جیسے کوئی ایسی ویکسین ایجاد کی جو لاکھوں انسانوں کو وبا سے بچانے کا سبب بنی یا کسی غیر مسلم ڈاکٹر نے ہزاروں غریبوں کا بلا معاوضہ علاج کیا یا کوئی غیر مسلم سماجی کارکن یا فلاحی تنظیم، مظلوموں، یتیموں، بے سہارا لوگوں کے لیے پناہ گاہیں بناتی ہے۔ وغیرہا، **کہ کیا ایسی خدمات رکھنے والے لوگ جب وہ اتنے بھلے اور اچھے انسان ہیں، کیا ان کا انجام بُرا ہو گا اور انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا؟**

تو ہم یہاں اس سوال کا جواب چند مقدمات کی صورت میں بیان کریں گے،

(1) جنت میں داخلے کا اصل معیار کیا ہے؟ ایمان یا عمل خیر؟

(2) غیر مسلم جنت میں کیوں داخل نہیں ہو سکتا؟

(3) غیر مسلم کے جنت میں داخل نہ ہونے پر عقلی و منطقی دلائل،

(4) کیا غیر مسلم کے اچھے کام رائیگاں ہیں، کیا یہ عدلِ الٰہی کے خلاف نہیں؟

(1) جنت میں داخلے کا اصل معیار کیا ہے؟ ایمان یا عملِ خیر؟

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ومالک ہے، دنیا وآخرت کا وہی حقیقی حاکم ہے۔ اس نے اپنے اختیار، حکمتِ کاملہ اور شانِ عدل سے آخرت کی نجات اور ثواب کے لئے حتمی قانون یہ بنایا ہے کہ آخرت میں نجات وثواب کے لیے "ایمان" شرط ہے۔ جو یہ شرط پوری کرے گا، خالقِ کائنات اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا، ورنہ اسے دنیا میں ہی معاوضہ دے دے گا جیسے مال ودولت، عزت و شہرت، منصب اور آسائش دنیا کی چیزیں بطورِ صلہ دنیا میں عطا کردی جائیں گی، پھر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، لہٰذا یہ نہیں ہے کہ خدمت خلق والوں کو کوئی صلہ نہیں ملتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں دنیا کا صلہ ملتا ہے، آخرت کا نہیں ملتا اور وہ اس لئے کہ اس مالک وحاکم حقیقی نے پہلے ہی سے یہ فیصلہ بتایا ہوا تھا تو جس نے جو صلہ پایا وہ اپنے اختیار اور مرضی سے ہی منتخب کیا۔

اس خدائی فیصلے کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بڑے واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ اسلام ہی اس کی بارگاہ میں مقبول دین اور مدارِ نجات مذہب ہے، دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین بارگاہ خداوندی میں ہرگز ہرگز مقبول نہیں، خواہ وہ بت پرستی، آتش پرستی، مظاہر پرستی کا دین ہو یا کوئی آسمانی کہلانے والا دین ہو۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔" (پارہ 3، سورہ آل عمران، آیت، 19)

اور سورۂ آل عمران میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" (پارہ 3، سورہ آل عمران، آیت: 85)

اور اس نے آخرت میں بخشش وجنت کا وعدہ بھی انہی ایمان والوں کے ساتھ فرمایا ہے، چنانچہ فرمان خداوندی ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اللہ نے ایمان والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔" (پارہ 6، سورۃ المائدۃ، آیت، 10)

قیامت میں یہی لوگ امن میں ہوں گے، ارشاد فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں شرک کو نہ ملایا تو انہی کے لیے امان ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

(پارہ 7، سورہ انعام، آیت: 82)

لہٰذا کافر کے بارے میں رب تعالیٰ کا واضح فیصلہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا اور اسے آخرت میں ہر گز نجات نصیب نہیں ہوگی، اگرچہ وہ بڑی سے بڑی خدمت ہی کیوں نہ سر انجام دے رہا ہو، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ﴾ ترجمہ العرفان: "بیشک اہلِ کتاب میں سے جو کافر ہوئے وہ اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔" (پارہ 30، سورۃ البینہ، آیت، 6)

اس آیت کے تحت صراط الجنان فی تفسیر القرآن میں ہے: کافر چاہے کتابی ہو یا مشرک جہنم میں ہمیشہ رہے گا، اگرچہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کے عذاب کی نوعیّت جدا ہو۔ کفر جہنم میں داخل ہونے کا یقینی سبب ہے۔ کافر اگرچہ کتنی ہی بڑی کوئی خدمت انجام دے رہا ہو، وہ بدتر ہی ہے۔ (صراط الجنان، جلد10، صفحہ 785، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

احادیث طیبہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آخرت میں مدارِ نجات "ایمان" ہے، "محض عمل خیر" نہیں، جیساکہ صحیح مسلم میں ہے: "عن عائشة قلت: یارسول اللہ، ابن جدعان كان في الجاهلية يصل الرحم، ويطعم المسكين، فهل ذاك نافعه؟ قال: لا ينفعه، إنه لم يقل يوما: رب اغفرلي خطيئتي يوم الدين" ترجمہ: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ابنِ جُدعان جو زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا اُسے یہ اعمال فائدہ دیں گے؟ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُس کے اعمال اسے فائدہ نہیں دیں گے، کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ "اے میرے رب! قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے۔" (صحیح مسلم، جلد1، صفحہ 196، مطبوعہ مطبعۃ عیسی البابی، القاہرۃ)

اس حدیث پاک کی شرح میں امام شرف الدین نَوَوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 676ھ/1277ء) لکھتے ہیں: "معنى هذا الحديث أن ما كان يفعله من الصلة والاطعام ووجوه المكارم لا ينفعه في الآخرة لكونه كافرا وهو معنى قوله صلى اللہ عليه وسلم لم يقل رب اغفرلي خطيئتي يوم الدين أي لم يكن مصدقا بالبعث ومن لم يصدق به كافر ولا ينفعه عمل قال القاضي عياض رحمه اللہ تعالى وقد انعقد الاجماع على أن الكفار لا تنفعهم أعمالهم ولا يثابون عليها بنعيم ولا تخفيف عذاب لكن بعضهم أشد عذابا من بعض بحسب جرائمهم"

یعنی: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ابن جُدعان جو اچھائی کے کام، کھانا کھلانا وغیرہ کرتا تھا، اس کے کافر ہونے کی وجہ سے اس کے یہ اعمال آخرت میں اسے کوئی نفع نہیں دیں گے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس فرمان: لم يقل رب اغفرلي خطيئتي يوم الدين سے یہی مراد ہے کہ وہ آخرت کے دن اٹھنے، حساب وکتاب پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور جو صاحب ایمان نہ ہو، وہ کافر ہے اور کافر کو کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔ قاضی عیاض عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے فرمایا کہ اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال فائدہ نہیں دیں گے اور نہ ہی اُن اعمال پر انہیں کسی قسم کا ثواب ملے گا، اور نہ ہی ان کی وجہ سے عذاب میں کمی کی جائے گی، اگرچہ بعض کفار کو دیگر کفار کی بہ نسبت ان کے جرائم کے اعتبار سے کم یا زیادہ عذاب ملے گا۔ (شرح النووی علی المسلم، جلد3، صفحہ 87، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

(2) غیر مسلم جنت میں کیوں داخل نہیں ہوسکتا؟

اوپر ذکر کردہ کلام سے یہ بات روزِروشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات اور جنت صرف اُنہی لوگوں کے لیے ہے جو "ایمان" کی دولت سے مشرف ہوں، کیونکہ جب خداوند تعالیٰ خالق ومالک اور حاکم ہے، تو انسان پر اس کے وجود کو ماننا، اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا، اس کے احکام وقوانین کی حسب درجہ پابندی کرنا فرض ولازم ہے اور جو شخص اِس حقیقت کو تسلیم کرنے سے

اِنکاری ہو، مخلوق ہو کر خالق کے وجود کا منکر ہے، دنیا جہان کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود، نعمتیں دینے والے خدا کے ساتھ ناشکری، بے وفائی اور غداری کا مرتکب ہے، سب سے بڑے حاکم کے آگے سرکش اور باغی ہے، زمین پر بیٹھ کر چاند، سورج اور سیاروں پر تحقیق کا وقت تو اُسے مل گیا، مریخ پر مشینیں بھیجنے کی تو فرصت تھی، لیکن اِن سب کے خالق کے متعلق تحقیق کرنے، اس پر ایمان لانے اور اس کی بندگی کرنے کا وقت نہیں تھا، تو ایسوں کے تمام تر انسانی کارناموں کے باوجود انہیں خدا اور اس کے دین کے نکار کے جرم کی سزا ضرور ملے گی۔

کفار کی جنت سے محرومی کا سبب بیان کرتے ہوئے رب قہار ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (پارہ 6، سورۃ المائدہ، آیت، 72)

جو کفر پر مرے گا، اُس کی آخرت میں بخشش نہیں ہوگی، چنانچہ ارشادِ رب العباد ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو بیشک اس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔" (القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء، آیت، 48)

اس کے تحت صراط الجنان فی تفسیر القرآن میں ہے: "آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں ہوگی، بلکہ اس کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو، وہ خواہ کتنا ہی گنہگار اور کبیرہ گناہوں میں ملوّث ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تب بھی اُس کے لئے جہنم میں ہمیشہ کا داخلہ نہیں ہوگا، بلکہ اُس کی مغفرت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مَشِیَّت (یعنی اس کے چاہنے) پر ہے، چاہے تو وہ کریم معاف فرما دے اور چاہے تو اُس بندے کو اس کے گناہوں پر عذاب دینے کے بعد پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے۔"

(صراط الجنان، جلد 2، صفحہ 218 تا 219، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اسی طرح قرآن کریم میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا کہ غیر مسلموں کے اعمال کی آخرت میں کوئی وقعت نہیں ہوگی، جیسا کہ سورہ فرقان میں فرمایا: ''هَبَآءً مَّنْثُوْرًا'' یعنی باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنا دیں گے جو روشن دان کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پ 19، الفرقان، 23) اور سورہ ابراہیم میں فرمایا: "كَرَمَادٍ" راکھ کی طرح ہوں گے۔ (پ 13، ابراھیم، 18) سورہ نور میں "سراب" یعنی دھوپ میں پانی کی طرح چمکنے والی ریت سے تشبیہ دی گئی۔ (پ 18، النور، 39)

(3) غیر مسلم کے جنت میں داخل نہ ہونے پر عقلی دلائل:

غیر مسلم کا جنت میں داخل نہ ہونا عقلی و منطقی اعتبار سے بھی بالکل درست ہے۔ اِس حقیقت کو چند عام فہم دنیاوی مثالوں سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے:

(1) دنیا کا دستور ہے کہ ہر مالک کو اپنی ملکیت پر تصرف کا اختیار حاصل ہوتا ہے، وہ اس کے متعلق جو اُصول و ضوابط بنائے، یہ اس کا

حق ہوتا ہے، کسی دوسرے کو اس پر اعتراض کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ جیسے ہر ملک و ادارہ اپنے اپنے آئین اور قوانین وضع کرتا ہے اور اس کے تابع رہنے والوں کو اُن کا پابند بناتا ہے، تو ربّ العالمین جو پوری کائنات کا مالکِ حقیقی ہے، اس نے اپنے عدل و حکمت کاملہ کے تحت یہ قانون بنادیا ہے کہ وہ اپنی جنت میں صرف اپنے وفادار بندوں، اہل ایمان کو داخل کرے گا، لہٰذا رب تبارک و تعالیٰ کا یہ فیصلہ اُس کے مِلک میں اُس کی مشیت کے مطابق ہے۔ اس پر اعتراض کرنا شریعت، عقل اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے، لہٰذا کسی کو نہ تو اس کی ذات پر اعتراض کا حق حاصل ہے، نہ ہی یہ بات دین اسلام پر اعتراض کے لیے دلیل بنائی جاسکتی ہے۔

(2) دستورِ دنیا ہے کہ غداری اور بے وفائی کرنے والے کو کبھی نوازا نہیں جاتا ہے، چاہے اس نے لاکھ اچھے کارنامے سرانجام دیئے ہوں، مگر اپنی غداری کی وجہ سے وہ ریاست کے اُصولوں کے مطابق سزا کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جہاں بڑی بڑی نامور شخصیات کو محض ریاست سے غداری یا بے وفائی پر معافی کے بجائے سزا دی گئی۔ جب نظام دنیا میں وفاداری شرط اول ہے اور کوئی شخص نافرمانی اور غداری کرے، تو اسے معافی نہیں ملتی، تو رب العالمین کی وفاداری کے بغیر جنت کا مستحق کیسے بنا جاسکتا ہے؟

چنانچہ اس بے وفائی کی سزا بیان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان پر قضا آئے کہ وہ مرجائیں اور نہ ان سے جہنم کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر بڑے ناشکرے کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔" (القرآن الکریم، پارہ 22، سورہ فاطر، آیت، 36)

(3) نیز کافر کے کارناموں اور خدمتِ خلق کو آڑ بنا کر جنت سے محرومی پر اعتراض کرنا درست نہیں کہ اسے عذاب ان کارناموں کی وجہ سے نہیں دیا جارہا، بلکہ اُس کے کفر کی وجہ سے دیا جارہا ہے، یہ تو ایسے ہی ہوگیا کہ اگر خدمتِ انسانیت کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینے والا شخص قتل ناحق کردے، یا کسی کا مال چھین لے، یا ملکی قوانین توڑے، تو اس کے متعلق کہا جائے کہ چونکہ اس نے بڑے اعلیٰ اعلیٰ کارنامے سرانجام دئیے ہیں، لہٰذا اسے سزا دینے کی بجائے، انعام واکرام سے نوازا جائے، دنیا کا کوئی بھی عقل مند انسان ایسی بات نہیں کرے گا، بلکہ اسے سزا ہی دی جائے گی۔ یہی معاملہ خدائی احکام کا ہے کہ خدا نے کفر و شرک اور انکارِ خدا کو جرم قرار دیا۔ خدا کا وجود کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے، خداوند قدوس کائنات کا خالق اور جملہ نعمتیں عطا کرنے والا ہے، وہی سب سے بڑا حاکم ہے اور اس کے وجود کو ماننا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اس کے احکام و قوانین کی پابندی کرنا فرض و لازم ہے۔ اور انسان جس کی نعمت و احسان میں سر تا پا ڈوبا ہو، اسی نعمتیں دینے والے خدا کے ساتھ ناشکری کرے، اُسی کو جھٹلائے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائے، تو اگرچہ اس نے دنیاوی کارنامے سرانجام دئیے ہوں، بظاہر کتنے ہی اچھے کام کیے ہوں، وہ اس عظیم جرم کی وجہ سے جنت کا نہیں، بلکہ سزا کا مستحق ہے۔

چنانچہ جو ایمان نہ لائے، اُس کے اعمال رب تعالیٰ کی بارگاہ میں باطل و مردود ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے کفر کیا تو ان کیلئے تباہی و بربادی ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیئے۔ یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے کو ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔ (القرآن الکریم، پارہ 26، سورہ محمد، الآیۃ، 8)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اُولٰٓىٕكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔ (القرآن الکریم، پارہ 21، سورۃ الاحزاب، الآیۃ، 19)

کیا غیر مسلم کے اچھے کام رائیگاں ہیں، کیا یہ عدلِ الٰہی کے خلاف نہیں؟

جہاں تک رہا یہ سوال کہ کیا غیر مسلم کے اچھے کام رائیگاں جاتے ہیں، کیا یہ عدلِ الٰہی کے خلاف نہیں؟ تو یہ کب کہا گیا کہ اس کے اچھے کام رائیگاں جاتے ہیں، کفار کے بظاہر اچھے کاموں کا صلہ دو طرح سے مل جاتا ہے:

ایک یہ کہ کبھی اس اچھے کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی دولت سے سرفراز فرما دیتا ہے، جیسا کہ کتبِ احادیث و سیر میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں، یونہی بعض اوقات کسی اپنے اچھے عمل کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اُسے دولتِ ایمان سے نواز دیتا ہے، چنانچہ حضرت صعصعہ بن ناجیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جب اسلام قبول کرنے کے لیے بارگاہ رسالت میں آئے تو انہوں نے بتایا کہ دورِ جاہلیت میں انہوں نے تین سو ساٹھ 360 نومولود بچیوں کو دو، دو اونٹوں کے بدلے میں خرید کر قتل ہونے سے بچایا۔ پھر عرض کی "فهل لي في ذلك من أجر؟" یعنی کیا مجھے اس کا کوئی اجر ملے گا، تو نبی مکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "لك أجره إذ من الله عليك بالاسلام" یعنی اے صعصہ! تمہیں اس نیکی ہی کا صلہ ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی دولت سے مشرف فرما دیا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 8، صفحہ 76، مطبوعہ قاھرۃ)

اسی طرح حضرت حکیم بن حزام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک رسول اللہ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام سے دریافت کیا کہ یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم نے زمانۂ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں بہت سارے اچھے کام کیے تھے، اُن اعمال کا کیا ہوگا؟ نبیّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سوال کا جواب عطا فرمایا: اسلمتَ علی ما اسلفت۔ اس جملے کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ اُن ہی اعمالِ خیر کی وجہ سے اللہ نے تجھے ایمان کی توفیق دی ہے۔ (مسند احمد، جلد 24، صفحہ 34، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ)

دوسرا صلہ یہ ہے کہ کفار جس مقصد کے تحت یہ کام کرتے ہیں، انہیں وہ دے دیا جاتا ہے، یعنی دنیا میں مال و دولت، عزت و شہرت، عہدہ و منصب، دنیاوی خواہشات کی تکمیل، لذتوں کا حصول، مقاصد تک رسائی، اچھا گھر، پُرسکون رہائش، آرام دہ ماحول، اچھا پڑوس، بچوں کی ترقی، پریشانیوں سے نجات، مصیبتوں کا دفعیہ، آفات و بلیات سے حفاظت، حادثات سے بچت اور اس طرح کی ہزاروں چیزوں میں سے مختلف چیزیں کافر کو اُس کے اعمال کے صلے میں دی جاتی ہیں اور یہی اس کا اجر ہے۔ رب کی رضا، آخرت کی جزا اور

جنت کی نعمتیں نہ تواُن کی سوچ میں ہوتی ہیں اور نہ ہی اس کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا ایسوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، چنانچہ ان کے متعلق ہی ارشاد فرمایا: ﴿فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ ترجمہ: اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دیدے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (القرآن، پارہ 2، البقرۃ، الایۃ، 200)

اور آخرت کی نعمتیں اسی کو ملتی ہیں جو ان کا طلب گار ہو اور آخرت کی غرض سے اچھے اعمال کرتا ہو اور وہ صرف مومن ہے، کافر اچھے کام بھی دنیا کے لیے کرتا ہے، لہٰذا اسے دنیا میں ہی صلہ دے دیا جاتا ہے، تو پھر آخرت کس لیے ملے گی؟ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ (۱۵) اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ﳲ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمہ: "جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہوگیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔" (القرآن الکریم، پارہ 12، سورہ ھود، الایۃ: 15، 16)

اسی مفہوم کی اور بہت سی آیات بھی موجود ہیں۔

یونہی حدیث پاک میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "إن اللہ لا یظلم مؤمنا حسنة یعطى بها في الدنيا، ويجزى بها في الآخرة، واما الكافر فيطعم بحسنات ما عمل بها لله في الدنيا حتى إذا افضى إلى الآخرة لم تكن له حسنة يجزى بها" یعنی اللہ تعالیٰ کسی مومن کی ایک نیکی بھی کم نہیں کرے گا، نیکی کے بدلے مومن کو دنیا میں بھی دیا جائے گا اور اس کی جزا آخرت میں بھی ملے گی، جبکہ کافر کو دنیا ہی میں اس کی نیکیوں کے بدلے کھلا پلا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی جس پر اسے جزا دی جائے۔ (الصحیح المسلم، جلد 4، صفحہ 2162، مطبوعہ مطبعہ عیسی البابی، قاھرہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: 29 ربیع الاول 1447ھ/23 ستمبر 2025ء